Ataunnabi.com

چوتھا مسئلہ

تعظیمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں

MUHAMMAD RIZWAN (FAKIRERAZA25)

اس امر پر اجماعِ امت ہے کہ حضور سید کائنات، افضل الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر فرض ہے، بلکہ اس کا درجہ بہت سے فرائض سے اعلیٰ اور بلند تر ہے۔ پھر یہ تعظیم ماں، باپ، اولاد اور احباب سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔ یہاں تک کہ نماز میں بھی آپ کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے۔

مگر اس کے برخلاف وہابیہ غیر مقلدین آپ کی اس قدر تعظیم کے قائل نہیں۔ وہ آپ کے لیے **صرف بڑے بھائی کا رتبہ مانتے ہیں اور بس بڑے بھائی کی سی تعظیم کی اجازت دیتے ہیں** اور حالت نماز میں تو اس کی بھی اجازت نہیں دیتے، بلکہ یہاں تک صراحت کرتے ہیں کہ نماز میں آپ کا خیال بھی تعظیم کے ساتھ آجائے تو یہ نمازی کو شرک کی طرف کھینچ لے جائے گا۔

دلائلِ اہلِ سنت

اہل سنت و جماعت نے تعظیم رسول کے باب میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ کتاب و سنت سے ثابت ہے، جب کہ وہابیہ کا موقف صرف ان کا اپنا خیال ہے۔ جیسا کہ ذیل کے نصوص سے ثابت ہوتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعظیم رسول کے نصوص دو انواع کی ہیں:

ہم آسانی کے لیے اس بحث کے نصوص کو دو نوعوں میں بیان کرتے ہیں۔

نوع اول: نماز و بیرونِ نماز ہر حال میں تعظیم رسول کے نصوص۔

نوع دوم: بیرونِ نماز عام احوال میں تعظیم رسول کے نصوص۔

نوع اول کے نصوص

جن میں نماز و بیرون نماز ہر حال میں تعظیم رسول کا مطلق فرمان ہے

پہلا فرمانِ مطلق: اللہ عزّوجلّ کا ارشاد ہے:

إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ شَٰهِدٗا وَمُبَشِّرٗا وَنَذِيرٗا ۝٨ لِّتُؤۡمِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكۡرَةٗ وَأَصِيلًا ۝٩ (۱)

ترجمہ: (اے نبی) بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

فأوجبَ اللّٰهُ تعالىٰ تعزيرَه وتوقيرَه وألزمَ إكرامَه و تعظيمَه.(۲)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے احترام و توقیر کو واجب اور آپ کی تعظیم و تکریم کو لازم کر دیا۔

اس آیت کریمہ میں

- سب سے پہلے اللہ اور رسول پر ایمان کا حکم ہے۔
- پھر رسول کی تعظیم و توقیر کا۔
- اور اس کے بعد اللہ عزّوجلّ کی تسبیح و عبادت کا۔

---

(۱) القرآن الحکیم، سورة الفتح: ۴۸، الأية: ۸، ۹.

(۲) الشفا بتعريف حقوق المصطفى، ج: ۲، ص: ۵۸۷، القسم الثاني فيما يجب على الأنام من حقوقه ﷺ / الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره، دار الكتب العربي، بيروت.

MUHAMMAD RIZWAN (EKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان احکام کی اہمیت اسی ترتیب کے مطابق ہو۔ لہٰذا اللہ عزّ و جلّ کی تسبیح و عبادت کارآمد نہ ہوگی جب تک کہ اس کے ساتھ تعظیم و توقیرِ رسول نہ ہو اور یہ تعظیم و توقیر کام نہ آئے گی جب تک اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ ہو۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ کی تعظیم و توقیر بہ حکم الٰہی فرض ہے اور یہ فرض تسبیح و عبادت کے فرض سے اعلیٰ و بلند تر ہے، جیسا کہ صحیح البخاری اور جامع الترمذی کی احادیث سے بھی عیاں ہے، یہ احادیث تیسری آیت کے ذیل میں آرہی ہیں۔

دوسرا فرمانِ مطلق: اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو ● اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو ● اپنی آوازیں غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اونچی نہ کرو ● اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمھارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر نہ ہو۔

ان آیات مقدسہ میں اللہ عزوجل نے اپنے نبیِ رحمت ﷺ کی تعظیم و توقیر کے لیے تین احکام صادر فرمائے ہیں:

- قول ہو یا فعل کسی بھی چیز میں رسول اللہ سے آگے نہ بڑھو۔
- اپنی آوازیں رسول اللہ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔
- رسول اللہ کے حضور چلا کر بات نہ کرو، جیسے آپس میں چلا کر بات کرتے ہو۔

یہ آداب فرائضِ لازمہ سے ہیں اور ان کی خلاف ورزی سخت حرام و گناہ، کہ اس کے باعث تمھارے اعمالِ صالحہ ضائع و برباد ہو سکتے ہیں۔

اعمالِ صالحہ میں تسبیح و عبادت بھی شامل ہے اس لیے معلوم ہوا کہ تعظیمِ رسول کا درجہ تسبیح

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ الحجرات: ۴۹، الآیۃ: ۱، ۲.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وعبادت سے بڑھ کر ہے۔

اور بڑے بھائی ہرگز اس تعظیم میں رسول اللہ کے شریک یا آپ کے جیسے نہیں کہ بڑے بھائی کی ایسی بے ادبی پر اعمال کے برباد ہونے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

تیسرا فرمانِ مطلق: ارشادِ ربانی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو، جب رسول تمھیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمھیں زندگی بخشے گی۔

اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ رسول جب بھی پکاریں آپ کی بارگاہ میں حاضری ضروری ہے، یہ حکم مطلق ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر رسول حالتِ نماز میں کسی مسلمان کو پکاریں تو اس پر فرض ہے کہ نماز چھوڑ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جائے۔

عین حالتِ نماز میں تعظیم رسول کے درخشاں شواہد:

چناں چہ درج ذیل احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے:

پہلی شہادت: عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: «اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ»[2]

ترجمہ: حضرت ابو سعید بن معلّٰی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہا تھا، حضور اقدس ﷺ نے مجھے بلایا، تو میں فوراً حاضر نہ ہوا، نماز کے بعد میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا اللہ عزّ وجلّ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔“

دوسری شہادت: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى أُبَيِّ

---

(١) القرآن الحكيم، سورة الأنفال: ٨، الآية: ٢٤.

(٢) صحيح البخاري، ج: ٢، ص: ٦٤٢، كتاب التفسير/ سورة الفاتحة، مجلس البركات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREPAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ كَعْبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أُبَيُّ» وَهُوَ يُصَلِّي، فَالتَفَتَ أُبَيٌّ وَلَمْ يُجِبْهُ، وَصَلَّى أُبَيٌّ فَخَفَّفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، مَا مَنَعَكَ يَا أُبَيُّ أَنْ تُجِيبَنِي إِذْ دَعَوْتُكَ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَمْ تَجِدْ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ «اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ». قَالَ: بَلَى، وَلَا أَعُودُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُبی بن کعب کے پاس آئے اور فرمایا: اے اُبَی! وہ نماز پڑھ رہے تھے اس لیے حضور کی طرف کچھ مڑے مگر حاضر بارگاہ نہ ہوئے، اُبَی نے مختصر نماز پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی اَلسَّلامُ عليك يا رسولَ الله، تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: وعليك السلام، آپ نے پوچھا: اے اُبَی! جب میں نے تجھے بلایا تھا جواب دینے اور حاضر ہونے سے کس چیز نے روک دیا؟

انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا:

وحیِ قرآنی میں کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی ”اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمھیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمھیں زندگی بخشتی ہے۔“

انھوں نے عرض کیا حضور! میں نے یہ وحی پڑھی ہے اور اب اِن شاء اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت ابو سعید بن معلّٰی اور حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ کے رسول اعظم ﷺ نے ایسے وقت میں یاد کیا تھا جب وہ اللہ عزوجل کی سب سے افضل عبادت نماز میں مشغول تھے، اس لیے ان حضرات نے فیصلہ کیا کہ پہلے نماز مکمل کر کے خدائے قدوس کی اطاعت بجالائیں، پھر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اطاعتِ نبوی کا فریضہ ادا کریں۔

ایک طرف نماز کی تکمیل کا معاملہ تھا اور دوسری طرف فرمانِ نبوی کی تعمیل کا۔ ان حضرات نے اپنے طور پر أهم فالأهم کا فیصلہ کر کے باری باری دونوں طاعات کی بجاآوری کی۔

---

(۱) جامع الترمذي، ج:۲، ص: ۱۱۱، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله ﷺ/ باب ما جاء في فضل فاتحة الكتاب، مجلس البركات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرمانِ الٰہی کے اطلاق سے استدلال:

مگر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ان حضرات کے اس فیصلے پر سرزنش کے انداز میں ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں یہ فرمان نہیں جاری کیا ہے: «اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ» جب اللہ و رسول تمھیں بلائیں تو حاضر ہو جاؤ۔

(الف) مطلب یہ ہے کہ "حاضر ہو جاؤ" کا حکم مطلق ہے اس لیے وہ اپنے اِطلاق کی وجہ سے حالتِ نماز کو بھی شامل ہے اور غیر حالت نماز کو بھی۔ لہذا ہر حال میں رسول اللہ کی پکار سن کر حاضر ہو جانا فرض ہے اور اس میں کچھ بھی دیر رسول اللہ کی سرزنش و ناراضی کا باعث ہے۔

نماز چھوڑ کر دربارِ رسالت میں حاضر ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی: لہذا نمازی پر فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر نماز چھوڑ کر دربارِ مصطفیٰ میں حاضر ہو جائے، یہ امر احادیث نبویہ سے دو، دو چار کی طرح سے ظاہر و روشن ہے، تاہم، اس سلسلے میں کچھ علمائے امت کے ارشادات بھی مزید تائید کے طور پر پیش ہیں:

عمدۃ القاری میں ہے:

وقالَ صاحبُ التوضيح: وصَرَّحَ أصحابنا، فقالوا: من خصائص النَّبي ﷺ أنه لو دعا إنسانا وهو في الصلاة وجب عليه الإجابة ولا يبطل صلاته.(۱)

ترجمہ: صاحب "التوضیح" فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے صراحت فرمائی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص سے یہ بات ہے کہ حضور اگر کسی انسان کو بلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو بھی اس پر حاضر ہو جانا واجب ہے اور اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔

فتح الباری میں ہے:

تنبيه: قال (ابن التين) والذى تأول القاضيان عبد الوهّاب وأبو الوليد: أن إجابةَ النّبي ﷺ فى الصّلاة فرضٌ، يعصى المرءُ بتركه، وأنه حكم يختصُّ

---

(۱) عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج:۷،ص:۴۱۲، كتاب العمل في الصلاة/ باب إذا دعت الأم ولدها في الصلاة، دار الكتب العلمية.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بالنبی ﷺ.

قلتُ: ما جنح إليه القاضيان من المالكية، وهو قول الشافعية، على اختلاف عندهم بعد قولهم بوجوب الإجابة "هل تبطل الصلاة، أم لا." (۱)

ترجمہ: آگاہی: علامہ ابن التین فرماتے ہیں کہ قاضی عبد الوہاب (مالکی) اور قاضی ابو الولید (مالکی) نے فرمانِ الٰہی "حاضر ہو جاؤ" کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ نماز کی حالت میں بھی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا فرض ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والا گنہ گار ہوگا۔ یہ حکم نبی امی ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

(حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ دونوں مالکی قاضیوں نے جو اختیار کیا وہی ائمہ شافعیہ کا بھی قول ہے، وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ نمازی پر بارگاہ رسالت کی حاضری واجب ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نماز چھوڑ کر جانے سے نماز باطل ہوگی یا نہیں۔

ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی نمازی کو رسول اللہ ﷺ عین حالت نماز میں بلائیں تو اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ جواب دے اور نماز چھوڑ کر فوراً آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے، اس قدر پر اتفاق ہے۔

اور نماز چھوڑ کر بارگاہِ رسالت میں جانے یا جواب دینے سے نماز فاسد نہیں ہوگی، اکثر کا موقف یہی ہے، ہمارے موجودہ علمائے اہل سنت بھی اسی کے قائل ہیں، بعض شافعیہ نماز کو فاسد مانتے ہیں۔

اکثر کا موقف قوی و صحیح ہے کہ حکم الٰہی "اسْتَجِيْبُوْا" بہ معنی "أَجِيْبُوْا" ہے یعنی "جواب دو، حکم بجا لاؤ"۔ اور رسول اللہ کی اجابت و اطاعت فی الواقع حکم الٰہی کی اجابت و اطاعت ہے جیسے خود نماز پڑھنا بھی حکم الٰہی کی اجابت و اطاعت ہے اسی لیے قرآن نے فرمایا:

---

(۱) ● فتح الباري، ج:۸، ص:۱۲۰، كتاب التفسير/ باب ما جاء في فاتحة الكتاب، مكتبة ابن تيمية، قاهره.

● ونحوهٗ في إرشاد الساري إلى شرح البخاري للعلامة الخطيب القسطلاني رحمه الله تعالى، ج:۷، ص: ۵، كتاب التفسير/ باب ما جاء في فاتحة الكتاب، مطبعة الكبرىٰ الأميرية، بولاق، مصر.

MUHAMMAD RIZWAN (IKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

«اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ» ''اللہ و رسول کا جواب دو، حکم بجالاؤ''۔ حالاں کہ بلانے والے صرف رسول اللہ ہیں۔

کچھ خاص حالتوں میں سلام و کلام سے نماز فاسد نہ ہونے کے عمومی نظائر:

● امام کو لقمہ دینا بلا شبہہ امام سے کلام ہے مگر اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی کہ یہ حکم الٰہی و حکم رسول پر عمل ہے۔

● نماز میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا ضروری ہے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه'' سلام بلا شبہہ حضور سے کلام ہی ہے، مگر اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی کہ یہ حکم الٰہی و حکم رسول پر عمل ہے۔

● حدیث ذو الیدین[۱] میں سرور کائنات ﷺ نے صحابہ سے اور صحابہ نے سرکار سے ظہر یا عصر کی دو ہی رکعت پر سہواً سلام پھیرنے کے بعد کلام کیا، پھر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے سہو کی تحقیق ہونے کے بعد باقی دو رکعتیں پڑھ کر نماز مکمل کی، یہاں درمیان نماز کلام کے غیر مفسد نماز ہونے کی ایک توجیہ یہی ہے کہ رسول اللہ سے کلام کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں صراحت فرمائی، ان کے الفاظ ہیں:

والثاني: أن هذا كان خطابًا للنبيّ ﷺ وجوابًا، وذلك لا يُبطِل عندنا وعند غيرنا، والمسئلةُ مشهورة بذلك.[۲]

ترجمہ: دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب و جواب نبیِ کریم ﷺ سے تھا اور یہ ہمارے ائمہ شافعیہ اور دوسرے مذہب کے ائمہ کے نزدیک مفسد نماز نہیں۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔

الغرض آیات کریمہ اور احادیث نبویہ سے جو احکام ظاہر ہیں علماے امت نے انھی کی نشان دہی فرمائی ہے اور سب کا ماحصل یہ ہے کہ رسول معظم ﷺ کسی شخص کو عین حالت نماز میں یاد فرمائیں تو

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۲۱۳، كتاب الصلاة / باب السّهو في الصّلاة والسجود له، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) المنهاج شرح الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۲۱٤، كتابُ الصّلاة / باب السّهو في الصلاة والسجود له، مجلس البركات.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس پر فوراً بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا فرض ہوجاتا ہے۔ اس قدر میں علما کے مابین اختلاف نہیں پایا جاتا، یہاں تک کہ بعض علماے غیر مقلدین بھی اس کے قائل (۱) ہیں اور اسی سے ہماری بحث کا تعلق ہے۔

(ب) فرمان رسالت کی بجاآوری بلا شبہہ تعظیم رسول ہے تو رسول کے بلانے پر نماز چھوڑ کر چلے جانے کی فرضیت ضرور اس بات کی دلیل ہے کہ تعظیم رسول تسبیح وعبادت سے اہم ہے۔

(ج) اور علماے امت کے قولِ قوی وراجح پر یہ نماز میں رسول اللہ کی تعظیم بھی ہے کیوں کہ نمازی جب نماز چھوڑ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا ہے تو اس وقت بھی وہ حکماً حالت نماز میں ہوتا ہے تو یہ عین حالت نماز میں تعظیم نبوی کا شان دار مظاہرہ ہے، اگر نماز میں غیر اللہ کی یہ تعظیم شرک ہوتی یا شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی تو کیا یہ اَجِلّہ علماے اسلام اس کی اجازت دیتے، کیا یہ دلیل اس امر کی متقاضی نہیں ہے کہ وہابیہ اپنے اور اپنے امام کے موقف پر نظر ثانی کریں۔

تیسری شہادت: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ - صلّى الله عليه وسلم- السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ. فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَاتَ يَوْمٍ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: "التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ."

---

(۱) فرقہ وہابیہ کے ایک اہم ستون شیخ عبید اللہ بن عبد السلام مبارک پوری اپنی کتاب "مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح" میں لکھتے ہیں:

وفيه دليلٌ على أن إجابةَ النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة فرض يعصي المرأ بتركه، وأنه حكم يختص بالنبي صلى الله عليه وسلم.

واختلف في أن إجابة الرسول تبطل الصلاة أم لا، فقال بعض الشافعية: لا تبطلها، لأن الصلاة أيضاً إجابة. قال الطيبي والبيضاوي: ظاهر الحديث يدل على هذا.

وقيل: كان دعاه لأمر لا يحتمل التأخير وللمصلي أن يقطع الصلاة بمثله- انتهى. والأظهر من الحديث أن الإجابة واجبة مطلقاً في حقه - صلى الله عليه وسلم - كما يفهم من إطلاق الآية أيضاً، ولا دلالة في الحديث على البطلان وعدمه. إهـ

(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج:۷،ص: ۱۸۵، كتاب فضائل القرآن/ الفصل الأول، إدارة البحوث الإسلامية، بنارس) ۱۲ منه

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ.
"أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ".(۱)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کہا کرتے تھے: "اَلسلامُ علیٰ اللہ" (اللہ پر سلام) "اَلسَّلام علیٰ فلاں" (فلاں پر سلام) تو رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم سے فرمایا کہ اللہ تو خود ہی سلام ہے (اس لیے وہ تمھارے سلام سے بے نیاز ہے) جب تم نماز کے "قعدہ" میں بیٹھو تو یہ کہو:

"التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ."

جب نمازی یہ کلمہ "عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ." پڑھے گا تو اس کا سلام ہر صالح بندے کو جو آسمان یا زمین میں ہو پہنچ جائے گا (پھر پڑھے):

"أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور شہادت دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ نماز میں اَلتَّحِیّات اور اَلسَّلام پیش کرنے کی تعلیم کس قدر اہتمام سے دیتے تھے اس کا ذکر دوسری روایت میں ہے:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- التَّشَهُّدَ كَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، وَاقْتَصَّ التَّشَهُّدَ بِمِثْلِ مَا اقْتَصُّوا.(۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہُّد کی

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۷۳، كتاب الصلاة/ باب التّشهُّد في الصلاة، مجلس البركات، مبارك فور.
(۲) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۷٤، كتاب الصلاة/ باب التّشهّد في الصلاة، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (EKKREZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعلیم یوں دی کہ میری ہتھیلی حضور کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی اور حضور اس طور پر مجھے تشہّد کی تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن کی سورہ کی تعلیم دیتے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے تشہد کا پورا واقعہ پہلی حدیث کے مثل بیان کیا۔

بخاری شریف میں ایک جگہ ہے:

”وَکَفِّي بَیْنَ کَفَّیهِ“ ہے واو کے ساتھ۔

اور دوسری جگہ:

”عَلَّمَنِي النَّبِيُّ —صلّی اللہ تعالی علیه وسلم— وکَفِّي بَیْنَ کَفَّیهِ التَّشَهُّدَ، کَمَا یُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ القُرآنِ.“(۱) ہے۔

چوتھی شہادت: ٹھیک یہی کیفیت حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی بیان فرمائی ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ . . . وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ: كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ.(۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جیسے قرآن حکیم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

ان احادیث میں حضور سید کائنات، افضل المخلوقات ﷺ نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ نمازوں کے درمیان اور آخر میں آپ کی بارگاہ میں یوں سلام پیش کیا جائے:

”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ“.

اور یہ یقیناً خاص حالتِ نماز میں آپ کی تعظیم و توقیر ہے کہ سلام بابِ ادب و تعظیم و تواضع سے ہے، یوں بھی مسلمان جب بارگاہ رسالت میں نذرانہ سلام پیش کرتا ہے تو ادب و تعظیم و تواضع کے ساتھ ہی پیش کرتا ہے، معاذ اللہ کسی کے دل میں ادنیٰ سی بے ادبی کا خیال اور وہم بھی نہیں ہوتا۔

(۱) صحیح البخاري، ج:۲، ص:۹۲۶، کتاب الاستیذان/ باب المصافحة-و- الأخذ بالیدین، مجلس البرکات.

(۲) الصحیح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۷٤، کتاب الصلاة/ باب التَّشهُّد في الصلاة، مجلس البرکات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تشہد پڑھتے وقت حقیقی معنی کا قصد چاہیئے، نقل نہیں:

فقہا فرماتے ہیں کہ تشہد پڑھتے وقت الفاظِ تشہد کے حقیقی معانی کا قصد کرے اور معراج میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ میں جو مکالمہ ہوا تھا اس کی نقل وحکایت کا قصد نہ کرے یعنی اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ خود اللہ تعالی کی بارگاہ میں تَحِیَّات وصَلَوات اور رسول اللہ کی بارگاہ میں ہدیۂ سلام پیش کررہا ہے کہ اللہ تعالی نے مطلقا فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (۱) اے ایمان والو، نبی پر صلاۃ وسلام بھیجو۔

یہ آیت اپنے اطلاق کی وجہ سے نماز وغیرِ نماز ہر ایک کو شامل ہے اور یہاں یقینا بالقصد صلاۃ وسلام بھیجنا مطلوب ہے۔

نیز حدیث تشہد کے اخیر میں یہ الفاظ ہیں:

فإذا قالها أصابت كلَّ عبدٍ صالحٍ في السّماء والأرض.

ترجمہ: جب نمازی یہ کلمہ پڑھے گا تو وہ آسمان وزمین کے ہر صالح بندے کو پہنچ جائے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ سلام اسی وقت پہنچے گا جب قصداً سلام پیش کرے، نہ کہ محض نقل وحکایت کے طور پر پڑھے، اسی لیے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

واحضر في قلبكَ النّبيَّ صلّى اللهُ تعالى عليه وسلم وشخصَه الكريم وقل: "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّها النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ". (۲)

ترجمہ: اپنے دل میں نبی ﷺ اور آپ کی ذات اقدس کو حاضر کرو، پھر عرض کرو: "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّها النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ". سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت وبرکات۔

اس طرح کی تصریحات دوسرے علمائے امت نے بھی کی ہیں۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کی امامت نماز اور تعظیم رسول:

پانچویں شہادت: عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة الأحزاب: ۳۳، الأية: ۵۶.

(۲) إحياء العلوم، ج: ۲، ص: ۳۰۴، مطلب فيما يراعي في التّشهّد، دار الشعب، قاهره.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّم- وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ: « أَمَعَكَ مَاءٌ ». فَأَتَيْتُه بِمِطْهَرَةٍ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِه وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلاَةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ -صلّى الله عليه وسلم- ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا.(۱)

ترجمہ: عروہ بن مغیرہ کا بیان ہے کہ ان کے والد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ (ایک رات) سفر میں قافلے سے پیچھے رہ گئے، جب سرکار قضاے حاجت فرما چکے تو پوچھا کہ کیا تمھارے پاس پانی ہے؟

تو میں پانی کا برتن لے کر آیا، حضور ﷺ نے اس سے پہلے اپنے دونوں کفِ دست دھوئے، پھر چہرہ دھویا، پھر جبے میں سے اپنے ہاتھ نکالنے لگے تو جبے کی آستین تنگ پڑ گئی، اس لیے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے جبے کے نیچے سے اپنے ہاتھ نکالے اور جبے کو دونوں شانوں پر ڈال دیا پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر سر کے چوتھائی حصے پر اور عمامہ اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔ پھر حضور سوار ہوئے اور میں بھی سوار ہوا، یہاں تک کہ ہم لوگ قافلے میں اس وقت پہنچے جب وہ حضرات نماز (فجر) شروع کر چکے تھے، انھیں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔

جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں اشارے سے اپنی جگہ برقرار رہنے کا حکم دیا۔

تو انھوں نے پوری نماز پڑھائی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور میں بھی کھڑا ہو گیا اور جس رکعت میں ہم لوگ مسبوق ہو گئے تھے اسے ادا کیا۔

اس حدیث کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کے سفر کا ہے وہ بھی

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۳۴، كتاب الطهارة/ باب المسح على الخفين، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رات کا۔ اور نماز سے مراد نماز فجر ہے۔ جیسا کہ "باب تقديم الجماعة من يصلى بهم" میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تخریج کی ہے۔ (۱)

اس حدیث سے بہت سے احکام ثابت ہوتے ہیں مگر ہم یہاں صرف اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ محسوس کیا کہ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا تشریف لا رہے ہیں تو امامت کی جگہ سے پیچھے ہٹنے لگے اور ظاہر ہے کہ ہٹنا کسی عذر شرعی اور استخلاف کی وجہ سے نہ تھا، نہ ہی پہلے سے اس بارے میں کوئی فرمان نبوی جاری ہوا تھا کہ حضور صف اول میں آجائیں تو امام ہٹ جائے، اس لیے یہ ہٹنا صرف تعظیم نبی کے لیے تھا جس کا حکم کتاب وسنت کے مطلق نصوص میں پہلے سے موجود تھا، تو یہاں عین حالتِ نماز میں امام نے تعظیم نبی کا علانیہ مظاہرہ کیا اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے برقرار رکھا اور اس پر کوئی نکیر نہ فرمائی مگر امام الوہابیہ نماز میں تعظیم نبی تو بڑی بات ہے تعظیم کے ساتھ نبی کے خیال پر بھی شرک کی طرف کھینچے کا الزام عائد کرتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت نماز اور احترام رسول:

چھٹی شہادت: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلّى الله عليه وسلم- ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلاَةُ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ -صلّى الله عليه وسلم- وَالنَّاسُ فِي الصَّلاَةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ - وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لاَ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلاَةِ - فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ، فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ -صلّى الله عليه وسلّم- فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ -صلّى الله عليه وسلّم- مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلّم- فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لاِبْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۸۰، كتاب الصّلاة / باب تقديم الجماعة من يصلّي، مجلس البركات.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّم-

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ-صلّى الله عليه وسلّم-: «مَا لِي، رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ » .(۱)

وَ فِي رِوَايَةٍ: فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَقَ الصُّفُوفَ حَتَّى قَامَ عِنْدَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ.(۲)

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلۂ بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے اور ادھر نماز کا وقت ہو گیا، تو موذن حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور عرض کی، کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تو میں اقامت کہوں؟ انھوں نے فرمایا، ہاں! تو حضرت ابو بکر نماز پڑھانے لگے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور لوگ نماز میں تھے، تو سرکار لوگوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے (پہلی) صف میں جا کھڑے ہوئے، یہ دیکھ کر لوگ تالی بجانے لگے اور حضرت ابو بکر (نماز میں مشغولیت کے باعث) ادھر ادھر مڑتے نہیں تھے، جب لوگ زیادہ تالیاں بجانے لگے تو مڑے اور نبی کریم ﷺ کو دیکھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہر کر امامت کرتے رہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اس حکم پر (فرط مسرت کی وجہ سے) حضرت ابو بکر نے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اور اس انداز سے اللہ عزوجل کی (خاموش) حمد کی۔

پھر حضرت ابو بکر پیچھے ہٹنے لگے یہاں تک کہ صف میں ٹھیک سے کھڑے ہو گئے اور نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر امامت شروع کر دی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! جب میں نے تم کو حکم دیا تھا تو تمھیں امامت سے کس چیز نے روکا؟ تو ابو بکر نے عرض کی کہ حضور ابن ابو قحافہ (یعنی ابو بکر صدیق) کی مجال، کہ رسول اللہ سے آگے بڑھ کر امامت کرے۔

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۷۹، كتاب الصلاة/ بابُ تقديم الجماعة مَن يصلي بهم إذا تأخّر الإمام و لم يخافوا مفسدة بالتقديم، مجلس البركات

(۲) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۷۹، كتاب الصلاة/ بابُ تقديم الجماعة من يصلي بهم ، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تم لوگ تالیاں زیادہ بجا رہے تھے، جب نماز میں کچھ در پیش ہو تو "سُبْحَانَ اللہ" کہا کرو۔ جب "سُبْحَانَ اللہ" کہو گے تو امام متوجہ ہو جائے گا، ہاتھ پر ہاتھ مارنا تو صرف عورتوں کے لیے ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کو چیرتے ہوئے آئے اور پہلی صف میں کھڑے ہو گئے۔

سرکار کی آمد پر مقتدی صحابہ ہاتھوں پر ہاتھ مار کر حضرت صدیق اکبر کو آگاہ کرنے لگے کہ وہ پیچھے آجائیں اور آگاہی کے بعد وہ پیچھے آبھی گئے یہ سب کچھ تعظیمِ رسول کے لیے تھا۔

مسلمان دیکھیں کہ صحابہ وافضل الصحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم عین حالت نماز میں رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کر رہے ہیں اور سرکار بذات خود مشاہدہ فرما رہے ہیں، اگر یہ شرک تھا تو کیا توحید کے سب سے بڑے داعی افضل المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرک کو پسند کر کے برقرار رکھا؟ معاذ اللہ۔

ساتویں شہادت: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ - صلّى الله عليه وسلّم - جَاءَ بِلاَلٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ، فَقَالَ: « مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ ، وَإِنَّهُ مَتَى يَقُومُ مَقَامَكَ لاَ يُسْمِعُ النَّاسَ ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ .

فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». قَالَتْ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ ، وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لاَ يُسْمِعَ النَّاسَ ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ . فَقَالَتْ لَهُ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ - صلى الله عليه وسلم -: « إِنَّكُنَّ لأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ » .

قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ - صلَّى الله عليه وسلَّم - مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً ، قالت: فَقَامَ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ، وَرِجْلاَهُ تَخُطَّانِ فِي الأَرْضِ.

قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّم- قُمْ مَكَانَكَ. فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسلم- حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ. قالت: فَكَانَ رَسُولُ اللّهِ -صلّى الله عليه وسلَّم- يُصَلِّي بِالنَّاسِ جَالِسًا وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمًا. يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلاَةِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- وَيَقْتَدِي النَّاسُ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍ.(۱)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے اور حضرت بلال حضور کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے آئے تو حضور نے فرمایا:

ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابو بکر رقیق القلب انسان ہیں، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قراءت نہ سنا سکیں گے۔ اس لیے حضور حضرت عمر کو حکم فرمادیں۔ حضور نے فرمایا:

ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کریں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے حفصہ سے کہا کہ تم حضور سے کہو کہ حضرت ابو بکر رقیق القلب انسان ہیں اور وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو قراءت نہیں سنا سکیں گے اس لیے حضور حضرت عمر کو حکم فرمادیں۔ تو حضرت حفصہ نے حضور سے یہ بات عرض کی، تو حضور نے فرمایا: تم لوگ (اپنی بات پر اصرار کرنے میں) حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو:

ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کریں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے نماز شروع کی اور ادھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی طبیعت میں افاقہ محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد میں تشریف لائے، چلنے کا حال یہ تھا کہ پائے اقدس سے زمین پر لکیریں بن رہی تھیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ **جب حضور مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکر نے آپ کی آہٹ سنی، تو پیچھے ہٹنے لگے**، تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو، پھر رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق کے بائیں طرف آکر بیٹھ گئے، اب رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھانے لگے، اور حضرت ابو بکر کھڑے رہے،

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۷۸- ۱۷۹، كتاب الصلاة/ باب: استخلاف الإمام إذا عرض له عذرٌ مِن مرض ... مَن يصلّي بالناس، مجلس البركات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREREZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابو بکر نبی کریم ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور صحابہ حضرت ابو بکر صدیق کی اقتدا کر رہے تھے۔

ایک روایت میں "حضرت ابو بکر کی اقتدا" کی تعبیر اس طرح ہے:

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُهُمُ التَّكْبِيرَ.

نبی کریم ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابو بکر بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔ (یعنی: حضور امام تھے اور یہ مبلغ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں سرکار کی تشریف آوری کی آہٹ ملی اور آپ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے، تاکہ سرکار آگے بڑھ کر امامت فرمائیں۔

یہ ہے نماز میں تعظیمِ رسول کا جذبہ شوق، کہ سرکار سے آگے رہنا گوارا نہ ہوا، اور جب سرکار پہلو میں آئے تو دل کو قرار آگیا۔

آٹھویں شہادت: عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ أَبَابَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ كَشَفَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ضَاحِكًا، قَالَ: فَبُهِتْنَا وَنَحْنُ فِي الصَّلَاةِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوجِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- خَارِجٌ لِلصَّلَاةِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِيَدِهِ: أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ.

قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، فَأَرْخَى السِّتْرَ، قَالَ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ.(۱)

ترجمہ: ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے مجھے بتایا کہ حضور ﷺ

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۷۹، كتاب الصلاة/ باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض ... مَن يصلي بالنّاس، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREREZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے مرضِ وصال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کی امامت کرتے تھے، یہاں تک کہ دوشنبہ کے دن جب لوگ صف باندھے نماز پڑھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہوکر ہمیں دیکھنے لگے اس وقت آپ کا روئے انور مصحفِ قرآن کے ورق جیسا لگتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کچھ ہنسنے کے انداز میں مسکرانے لگے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر تو ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے باہر جھانکنے اور آپ کے دیدار کی خوشی میں نماز کی حالت میں ہی بے خود ہوگئے اور **حضرت ابوبکر صدیق اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے پلٹنے لگے تاکہ صف میں آجائیں،** تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سب کو حکم دیا کہ اپنی نماز مکمل کرلو۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ حجرے میں چلے گئے اور پردہ گرادیا اور اسی روز آپ رفیقِ اعلیٰ سے جاملے۔

ان احادیث طیبہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے احترام میں چار بار دو صحابۂ کرام کے امامت سے ہٹنے کا واقعہ پیش آیا۔

- ایک بار حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت سے ہٹنا چاہا، مگر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر امامت جاری رکھی۔
- اور تین بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب واحترام کا یہی مظاہرہ کیا۔ اور آخری بار انھوں نے بھی حکم رسالت پر امامت جاری رکھی۔

☆ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام صف میں آئے ہی نہیں، بلکہ حجرے سے ہی باہر نہ نکلے، حضور حجرے سے باہر نکل کر صف میں تشریف لاتے تو آپ کی امامت سے شرف یاب ہونے کے لیے وہ پیچھے ضرور آتے۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت عبد الرحمٰن کے واقعے میں مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھنے کی وجہ:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے واقعہ میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام امامت کے لیے آگے نہ بڑھے اور مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھنے کو ترجیح دی، کیوں کہ اس واقعہ میں حضور مسبوق تھے، ان کی ایک رکعت چھوٹ چکی تھی، امام ہونے کی صورت میں بھی سرکار سلام پھیرنے کے بعد وہ چھوٹی ہوئی رکعت

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو حضرات صحابہ کرام بھی کھڑے ہو جاتے کیوں کہ وہ حضرات نماز میں حضور کو جیسا کرتے دیکھتے تھے ویسا ہی کرتے تھے اور انھیں حضور کی طرف سے اس کی ہدایت بھی تھی، اس صورت میں صحابہ کی نماز فجر تین رکعت ہو جاتی۔ اس خرابی سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بھی آگاہ تھے اس لیے سرکار کے اشارے پر انھوں نے امامت جاری رکھی اور پیچھے نہ ہٹے۔

علاوہ ازیں سرکار کا منصب شریف بیانِ شریعت بھی ہے تو آپ نے اپنے عمل سے مسبوق کا حکم شرعی بیان فرما دیا تاکہ آپ کی امت کے حق میں ہمیشہ کے لیے یہ سنتِ نبوی بن جائے اور حدیث پاک:

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي."[۱]

"تم لوگ جیسا مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھتے ہو ویسے ہی نماز پڑھو۔"

کے اطلاق میں مسبوق کا حکم شرعی بھی شامل ہو جائے۔

☆ چاروں بار دونوں جلیل القدر صحابہ کرام حضور کی امامت سے شرف یاب ہونے کے لیے جاے امامت سے ہٹنے لگے اور دوبار تو حضرت صدیق اکبر نے امامت سے سبک دوش ہو کر سرکار کی اقتدا میں نماز بھی ادا کی، ایسا کیوں ہوا؟

کیا خاص ان اماموں کے لیے کتاب و سنت نے کوئی فرمان صادر کیا تھا کہ وہ حضور ﷺ کی آمد پر امامت کے مصلے سے ہٹ جائیں۔؟

یا ان حضرات کو کوئی حدث لاحق ہو گیا تھا جس کے باعث جاے امام سے ہٹنا ناگزیر تھا؟ اور کیا وہ کسی شرعی اجازت کی وجہ سے حضور ﷺ کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے تھے؟

واقعہ یہ ہے کہ ایسا کچھ بھی نہ تھا۔ اور حق یہ ہے کہ ان حضرات کا امامت کی جگہ سے ہٹنا، اور دوبار امام ہوتے ہوئے حضور کی اقتدا کرنا صرف اور صرف حضور سید کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کی تعظیم و توقیر کے لیے تھا، ان کے سامنے قرآن مقدس کا یہ فرمان تھا: وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ[۲] "اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔"

جو اپنے اطلاق کی وجہ سے نماز و بیرون نماز دونوں کو عام تھا۔

(۱) صحيح البخاري، ج:۱، ص:۸۸، كتاب الأذان/ باب الأذان للمسافر، مجلس البركات.

(۲) القرأن الحكيم، سورة الفتح: ۴۸، الأية: ۹.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان کے پیشِ نظر ارشادِ باری: "لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ"(۱) بھی تھا جس میں مومنوں کو دربارِ رسالت کا یہ ادب بتایا گیا ہے کہ "اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔"

یہ بات حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کے اس سوال وجواب سے بہت ہی واضح وروشن ہوجاتی ہے:

فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(۲)

حضور سیدِ عالم نے پوچھا: اے ابوبکر! جب میں نے تجھے امامت جاری رکھنے کا حکم دے دیا تھا تو تمھیں امامت کرنے سے کس چیز نے روک دیا؟

حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا: حضور، ابن ابو قحافہ کی یہ مجال نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے آگے رہ کر امامت کرے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب بہت واضح طور پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ فرمانِ خداوندی: "لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ"(۳) (اللہ ورسول کے آگے نہ بڑھو۔) کے پیشِ نظر تعظیمِ نبی کا شاندار نمونہ پیش کر رہے تھے اور آیت کریمہ کی عملی تفسیر بن کر یہ اظہار فرما رہے تھے کہ یہ آیت نماز وبیرونِ نماز ہر حال میں رسول اللہ کے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کا حکم دیتی ہے۔

غور فرمائیے کہ

- صحابہ نماز میں تعظیمِ نبی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔
- مقتدی صحابہ ہاتھوں پر ہاتھ مار کر اسی تعظیمِ نبی کے لیے اپنے امام کو آگاہ کر رہے ہیں۔
- اور رسول اللہ ﷺ سب کچھ مشاہدہ فرما کر انکار کے بجائے برقرار رکھ رہے ہیں۔
- یہاں تک کہ قرآن مقدس علی الاطلاق اس کا حکم دے رہا ہے۔

---

(۱) القرآن الحکیم، سورة الحجرات: ۴۹، الآية: ۱.
(۲) الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۱۷۹، كتاب الصلاة/ باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من يصلي بالناس، مجلس البركات.
(۳) القرآن الحکیم، سورة الحجرات: ۴۹، الآية: ۱، ۲.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس لیے ہم اہلِ حق -اہلِ سنت و جماعت- حالتِ نماز میں بھی اس طرح کی تعظیمِ رسول کے قائل ہیں مگر امام الوہابیہ کی شریعت ان سب کے بر خلاف یہ فرمان جاری کرتی ہے کہ نماز میں غیر اللہ کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

نویں شہادت: عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ، قُلْنَا: وَمَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک شب نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز تہجد پڑھی تو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام مسلسل قیام کو طویل سے طویل تر کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے ایک "بری بات" کا ارادہ کر لیا، ہم نے پوچھا کہ آپ نے کیا ارادہ کر لیا تھا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ "بیٹھ کر نماز پڑھوں اور نبی کریم ﷺ کو حالتِ قیام میں رہنے دوں"

نفل نماز تو قیام پر قدرت ہونے کے باوجود بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز، بلکہ باعث اجر و ثواب ہے پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بیٹھ کر نماز تہجد پڑھنے کے ارادے کو "بُرا ارادہ" کیوں بتایا؟

اس کی وجہ ان کے ارشاد سے ہی ظاہر ہے کہ "حضور کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں" یہ بارگاہ رسالت کی بے ادبی ہے۔

امام ابو زکریا نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

واتّفق العُلماءُ على أنّه إذا شقّ على المقتدي في فريضة أو نافلة القيامُ وعجز عنه، جاز له القعودُ، وإنما لم يقعد ابن مسعود لِلتَّأَدُّب مع النبي ﷺ.(۲)

ترجمہ: اس امر پر علما کا اتفاق ہے کہ فرض یا نفل نماز میں جب مقتدی پر کھڑا رہنا شاق ہو اور وہ

---

(۱) • صحيح البخاري، ج:۱، ص:۱۵۲، كتابُ التهجد/ باب طول الصّلاة في قيام الليل، مجلس البركات، مبارك فور.

• والصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۲٦٤، كتاب صلاة المسافرين وقصرها / باب استحباب تطويل القراءة في صلاةِ الليل، مجلس البركات.

(۲) المنهاج شرح الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۲٦٤، كتابُ صلاة المسافِرين وقصرها/ باب استحباب تطويلِ القراءة في صلاةِ الليل، مجلس البركات.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قیام سے عاجز ہو جائے تو اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ تو صرف نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کی وجہ سے نہیں بیٹھے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قیام کے شاق ہونے کے باوجود صرف حضور ﷺ کے ادب و احترام میں کھڑے رہ کر نماز پڑھتے رہے تو یہاں بھی عین حالت نماز میں رسول اللہ کی تعظیم کا قصد اور اس کا عملی مظاہرہ ہے۔ یہ ہے ارشاد باری پر عمل کا جذبہ عشق۔

خدا کرے ہمارا خصم بھی رسول اللہ کی اس تعظیم کا قائل ہو جائے۔

دسویں شہادت: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ وَرَاءَهُ، فَأَخَذَنِي، فَأَقَامَنِي حِذَاءَهُ، فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ انْخَنَسْتُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: مَا لَكَ، أَجْعَلُكَ حِذَائِي فَتَخْنِسُ؟ قُلْتُ : مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ حِذَاءَكَ وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ، فَأَعْجَبَهُ، فَدَعَا اللّٰهَ أَنْ يَزِيدَنِي فَهْمًا وَعِلْمًا" وفقها".

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.[۱]

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رات کے آخری حصے میں آیا، جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو میں حضور کے پیچھے کھڑا ہو گیا، حضور ﷺ نے مجھے پکڑ کر اپنے برابر (داہنی جانب) کھڑا کر دیا، پھر حضور نماز پڑھنے لگے تو میں پیچھے ہٹ آیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ کیا بات ہے کہ میں نے تجھے اپنے برابر کھڑا کیا تو تم پیچھے ہٹ گئے؟

میں نے عرض کی "حضور کسی کے لیے مناسب نہیں کہ آپ کے برابر (کھڑا ہو کر) نماز پڑھے حالاں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

حضور کو یہ جواب پسند آیا اور اللہ تعالی سے دعا فرمائی کہ وہ مجھے دین کی فہم اور علم وفقہ زیادہ عطا فرمادے۔

یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے، ہاں! ان حضرات نے اس کی تخریج نہیں فرمائی۔

(۱) المستدرك على الصّحيحين، ج:۳،ص:۵۳۴، كتاب معرفة الصحابة/ دعاء النبي لابن عباس، مجلس دائرة المعارف، حيدرآباد.

MUHAMMAD RIZWAN (EKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہ حدیث نقل کر کے "خ، م"(۱) لکھ کر اسے بر شرط شیخین صحیح تسلیم کیا۔

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابن عباس کے جواب کے کلمات اس طرح ہیں:

فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَوَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ حِذَاءَكَ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ.(۲)

ترجمہ: میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا کسی کے لیے یہ مناسب ہے کہ آپ کے برابر میں نماز پڑھے حالاں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حافظ نور الدین علی بن ابو بکر الہیثمی (متوفی:۸۰۷ھ) اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

رواه أحمد ورجاله رجالُ الصحيح.(۳)

ترجمہ: اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا اور اس کے رجال، صحیح کے رجال ہیں۔

وہابیوں کے امام البانی نے بھی یہ حدیث نقل کر کے یہ اعتراف کیا:

قلتُ: وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين وقد أخرجه الضياء في المختارة، من طريق الإمام أحمد.(٤)

ترجمہ: میں کہتا ہوں یہ اسناد شرط شیخین پر صحیح ہے اور اسے الضیاء نے بھی "المختارہ" میں امام احمد کے طریق سے روایت کیا۔

حضور سید عالم ﷺ بھی نماز میں تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی۔ اور یہ عین حالتِ نماز میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کے لیے پیچھے ہٹ گئے اور ان کی اس تعظیم پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر ان کے حق میں فقہ و علم سے سرفرازی کی دعا کی اور خدائے کریم نے اسے قبول بھی فرمالیا۔

---

(١) التلخيص للإمام الذهبي، المطبوع مع المستدرك، ج:٣، ص: ٥٣٤.

(٢) مسند الإمام أحمد بن حنبل، ص: ٢٧٢، مسند آل عباس/ مسند عبد الله بن عباس، رقم الحديث: ٣٠٦١، بيت الأفكار الدولية.

(٣) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج:٩، ص:٤٦٢، كتاب المناقب/ بابُ مناقب عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما، رقم الحديث: ١٥٥٢٦، دارُ الفكر، بيروت.

(٤) السلسلة الصحيحة، ج:٢، ص:١٠٥، المكتبة الشاملة.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKR RAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نوع دوم کے نصوص

جن میں بیرون نماز تعظیم رسول کے بے مثال نمونے ہیں

نماز کے علاوہ دوسرے احوال میں بھی سرکار دو عالم ﷺ کی تعظیم عام انسانوں اور اربابِ عظمت -مثل استاذ، شیخ، ماں، باپ، بڑے بھائی وغیرہ- سے زیادہ ہونی چاہیے اس کے نصوص وشواہد کثیر ہیں مگر ہم یہاں چند کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔ نوع اول کے تمام نصوص بھی اس نوع کے دلائل ہیں ان کے سوا کچھ نصوص احادیث یہ ہیں۔

تعظیم رسول کا پہلا نمونہ، جو متعدّد نمونوں کا مجموعہ ہے:

(۱۰) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ (يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(۱)) . . . خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ . . . حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ . . . ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- بِعَيْنَيْهِ قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- نُخَامَةً إِلاَّ وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ.

فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ. وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ -صلى الله عليه وسلم- مُحَمَّدًا. وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلاَّ وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ.(۲)

ترجمہ: حضرت مِسوَر بن مخرمہ اور مروان کا بیان ہے (کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب

(۱) صحيح البخاري، ج:۱، ص:۳۷٤، أوّلُ كتاب الشّروط، مجلس البركات.

(۲) صحيح البخاري، ج:۱، ص:۳۷۹، كتاب الشّروط/ باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب، مجلس البركات.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بیان کرتے ہیں)... رسول اللہ ﷺ حُدیبیہ کے زمانے (ذی القعدہ ۶ھ) میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے... اور حُدیبیہ کے کنارے ایک کنویں کے پاس۔ جس میں پانی کم تھا۔ ٹھہرے... عُروہ بن مسعود ثقفی (جو کفار قریش کے نمائندہ کی حیثیت سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا) نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا، وہ کہتا ہے کہ:

- اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ جب بھی کھنکھار تھوکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں آتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے
- اور جب آپ انھیں کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی بجاآوری کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں
- اور جب آپ وضو فرماتے ہیں تو سب کے سب آپ کا غُسالہ (دھوون) یوں لوٹنے لگتے ہیں جیسے آپس میں جنگ کرلیں گے
- اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو صحابہ آپ کے حضور اپنی آوازیں پست کرلیتے ہیں
- اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے۔

پھر عُروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور یہ رپورٹ پیش کی:

”اے میری قوم! خدا کی قسم، میں بادشاہوں کے یہاں سفیر بن کر گیا ہوں اور خاص کر قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے شہنشاہوں کا دربار بھی دیکھا ہے۔ لیکن خدا کی قسم، میں نے کبھی کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے نہ دیکھا جیسی تعظیم محمد (ﷺ) کے اصحاب کو محمد (ﷺ) کی کرتے دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم وہ کھنکھار بھی تھوکتے ہیں تو وہ (زمین پر گرنے کے بجائے) کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں جاتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ انھیں کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لیے دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو صحابہ غُسالہ (دھوون) کے لیے یوں ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے وہ آپس میں لڑ جائیں گے۔ اور جب وہ کلام فرماتے ہیں تو صحابہ اپنی آوازیں پست کرلیتے ہیں اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے وہ آپ کو نظر جما کر دیکھ نہیں پاتے۔

تعظیم رسول کا دوسرا نمونہ:

(۱۱) عَنْ أَبِي مُوسَى ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَهُ بِلاَلٌ فَأَتَى النَّبِيَّ -صلى الله

MUHAMMAD RIZWAN (IKRRAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عليه وسلم- أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي، فَقَالَ لَهُ: أَبْشِرْ، فَقَالَ : قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: رَدَّ الْبُشْرَى فَاقْبَلاَ أَنْتُمَا، قَالا: قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلاَ فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلاَ لأُمِّكُمَا فَأَفْضَلاَ لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.(۱)

ترجمہ : حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کے درمیان جِعرّانہ کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت بلال آپ کے ہمراہ تھے۔۔۔ حضور نے ہم دونوں کی طرف رُخ کرکے فرمایا کہ اس اعرابی نے ہماری بشارت ٹھکرا دی، تم لوگ قبول کرلو، ہم دونوں نے عرض کی حضور، ہم نے قبول کرلیا۔

پھر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے پانی کا ایک پیالا منگایا اور اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرے کو دھویا اور اسی میں کلّی فرمائی، پھر فرمایا کہ دونوں یہ پانی پی لو اور اپنے چہرے اور سینے پر ڈال لو، اور بشارت قبول کرو۔ تو دونوں نے پیالہ لیا اور کچھ پانی نوش کیا اور کچھ اپنے بدن پر ملنے لگے، اتنے میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے پردے کی آڑ سے فرمایا کہ "کچھ پانی اپنی ماں کے لیے بھی بچا دینا" تو دونوں نے کچھ پانی اُمّ المومنین کے لیے بھی بچا دیا۔

اس حدیث پاک سے عیاں ہوتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کا غُسالہ امت کے لیے بڑی بابرکت چیز ہے اس لیے آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت بلال کو اسے پی لینے اور چہرے اور بدن پر ڈالنے کا حکم دیا اور یہی وجہ ہے کہ اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ان حضرات سے اپنے لیے بھی کچھ بچانے کو کہا۔ اور سرکار نے اس پر بشارت بھی دی۔

یہ غُسالۂ نبوی کی بڑی تعظیم ہے جس کا حکم خود سیّد الرسل ﷺ نے دیا۔

تعظیمِ رسول کا تیسرا نمونہ:

(۱۲) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ،

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۲،ص:۶۲۰، كتاب الصلاة/ باب رفع الصَّوت في المسجد، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا - أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ - قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: «لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ البَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».(۱)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں ”مسجد نبوی“ شریف میں کھڑا تھا کہ اتنے میں کسی شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، انھوں نے فرمایا کہ ”جاؤ اور اُن دونوں کو میرے پاس حاضر کرو“ میں نے انھیں حاضر کر دیا، تو آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو، یا کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ وہ ”طائف“ کے رہنے والے ہیں، تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اس شہر (مدینہ منورہ) کے ہوتے تو تمھیں سزا دیتا (کہ یہاں کے لوگ مسجد نبوی کے آداب سے واقف ہیں) تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔

مساجد کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے: ”إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ“ اس لیے فقہائے کرام عامۂ مساجد کا یہ ادب بیان کرتے ہیں کہ ان میں آواز نہ بلند کی جائے اور ”مسجد نبوی شریف“ کو خاص رسول اللہ ﷺ سے بھی نسبت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے اور قطعاً وہاں آواز نہ بلند کی جائے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں حضرات کی سرزنش کی جو وجہ بیان فرمائی اس کا تقاضا یہی ہے، انھوں نے ” تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ “ فرما کر یہ پیغام دیا ہے کہ یہاں آواز بلند کرنے پر سزا کی بات رسول گرامی وقار ﷺ سے نسبت کی وجہ سے ہے۔

تعظیم رسول کا چوتھا نمونہ:

(۱۳) عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ، قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ . . . فَقَالَ: وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ؛ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ

(۱) صحيح البخاري، ج:۱،ص:٦٧، كتاب الصلاة/ باب رفع الصوت في المسجد، مجلس البركات، مبارك فور.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.(١)

ترجمہ : حضرت ابن شماسہ مہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا سے اپنے سفرِ آخرت کے وقت فرمایا کہ... میرے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب اور میری نگاہوں میں آپ سے زیادہ لائق تعظیم و تکریم کوئی نہ تھا، اور میں آپ کی عظمت و جلالت کی وجہ سے آنکھ بھر کر آپ کا دیدار نہیں کر سکتا تھا، اگر مجھ سے آپ کا حلیہ بیان کرنے کو کہا جائے تو میں نہیں بیان کر سکتا کیوں کہ میں نے حضور کو آنکھیں جما کر دیکھا ہی نہیں ہے، اگر میں اس حال میں فوت ہوتا تو مجھے امید تھی کہ میں اہل جنت سے ہوتا۔

تعظیم رسول کا پانچواں نمونہ:

(١٤) عَنْ أُسَامَةَ بْنَ شَرِيكٍ ، قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ تَعَالَى وَسَلَّمَ- وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَسَلَّمْتُ، ثُمَّ قَعَدْتُ.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح ولم يخرّجاه. وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.(٢)

ترجمہ : حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام آپ کی بارگاہ میں یوں موجود تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ پھر میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔

امام حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی اور امام ذہبی نے بھی تلخیص میں اسے صحیح کہا۔

---

(١) الصحيح لمسلم، ج:١،ص:٧٦، كتاب الإيمان/ بابُ كونِ الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحجّ، مجلس البركات.

(٢) ● سنن أبي داؤد، ص:٤٢٤، كتاب الطب/ باب فى الرّجل يتداوى، رقم الحديث: ٣٨٥٥.
● -و- مسند الإمام أحمد بن حنبل ،ص : ١٣٤٥، مسند الكوفيين / حديث أسامة بن شريك، رقم الحديث: ١٨٦٤٥.
● المستدرك على الصحيحين ،ج:١،ص: ١٢١، كتاب العلم/ باب أن الله تعالى لم يضع داءا إلا وضع إلخ. مع التلخيص للإمام الذّهبي رحمه الله تعالى.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ نبوت میں اس قدر سکون کے ساتھ ادب و تواضع کا پیکر بنے بیٹھے ہوتے تھے، جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں جو کچھ بھی حرکت محسوس کر کے اڑ جائیں۔ یہ ہے آیت کریمہ "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ" کی عملی تفسیر اور نبی کریم ﷺ کی بے مثال تعظیم و توقیر۔

تعظیم رسول کا چھٹا نمونہ:

(۱۵) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّم- وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلاَّ فِي يَدِ رَجُلٍ.(۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے بال مونڈ رہا ہے اور صحابہ کرام نے حضور کو گھیر رکھا ہے کہ کہیں کوئی موے مبارک زمین پر نہ گر جائے، ان کی خواہش بس یہ تھی کہ جو بھی موے مبارک گرے وہ کسی صحابی کے ہاتھ میں گرے۔

موے مبارک کا یہ ادب و اجلال بلاشبہہ تعظیم نبی کا بہترین نمونہ ہے۔

☆ سرکار ابد قرار ﷺ اپنے کسی کام کے لیے حکم فرمائیں تو صحابہ کرام کا اس کی بجاآوری کے لیے دوڑ پڑنا تاکہ یہ سعادت ان کے حصے میں آئے بلاشبہہ آپ سے بے پناہ محبت و تعظیم کی وجہ سے ہے۔

☆ اپنے محبوب و معظم کو محبت بھری نگاہ سے دیکھنا تعظیم ہے مگر اس سے بھی اعلیٰ تعظیم یہ ہے کہ محبوب کی بے پناہ عظمت کی وجہ سے اس کے روئے زیبا پر نگاہیں نہ جم سکیں۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے صحابہ کرام کی اسی تعظیم کا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے اور صحابی رسول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کامیاب زندگی — جو جنت کی راحتِ ابدی سے سرفرازی کا احساس دلائے — کے حالات میں اسی تعظیم کا ذکر کیا ہے۔

نصف النہار کے وقت جگمگاتے سورج پر نگاہیں جم نہیں پاتیں، اس کا سبب اس کی بے پناہ چمک ہے اور رخ مصطفیٰ پر عاشقان مصطفیٰ کی نگاہیں نہیں جم سکیں اس کا سبب آپ کی بے پناہ عظمت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمّد و اٰله وصحبه وسلم.

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج:۲،ص:۲۵۶، كتاب الفضائل/ باب قربه -صلى الله تعالى عليه وسلم- من الناس وتَبَرُّكِهِمْ به وتواضعِهِ لهم.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

☆ سرکار کائنات ﷺ سر انور کے بال ترشوا رہے ہیں اور صحابہ آپ کے گرد و پیش پروانہ وار اس لیے جمع ہیں کہ کوئی موے مبارک زمین پر نہ گر جائے، ان کی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ جو بھی موے مبارک سر سے جدا ہو وہ ان کے ہاتھوں کا تبرک بنے، یہ بلا شبہہ حضور سید عالم ﷺ سے ان کے گہرے لگاو اور حد درجہ تعظیم و محبت کی وجہ سے تھا وہ حضرات موے مبارک کی تعظیم کو بھی تعظیم نبی کا ایک حصہ مانتے تھے جس کا حکم قرآن مقدس نے دیا ہے "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ"

☆ عام انسانوں کے وضو کا بچا ہوا پانی متبرک مانا جاتا ہے مگر اس کا غُسالہ (دھوون) متبرک نہیں سمجھا جاتا، بلکہ عموماً اس سے سلیم طبائع کو گِھن ہوتی ہے اس کے بر خلاف حضور سید کائنات ﷺ کے وضو کا غُسالہ نگاہِ عشق و عرفان میں اس قدر متبرک اور قابل تعظیم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا زمین پر گرنا گوارانہ تھا اور وہ اسے حاصل کرنے کے لیے ٹوٹے پڑتے تھے کہ کاش انھیں کچھ غُسالہ میسر ہو اور وہ اسے اپنی نیک بختی شمار کریں۔

غُسالہ کی یہ تعظیم بلا شبہہ سرکار علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت کی وجہ سے ہے اور یہ یقیناً بے مثال تعظیم ہے۔

اور ان سب سے بڑھ کر تعظیم کی اعلیٰ مثال سرکار ابد قرار ﷺ کے بلغم اور کھنکھار کی تعظیم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ گوارا نہ تھا کہ آپ کا بلغم زمین پر گرے اس لیے وہ حضرات اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے اور اس کی برکتوں سے اپنے کو مشرف کرنے کے لیے اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے۔

کیا یہ شواہد اس بات کے لیے کافی نہیں ہیں کہ رسول اعظم ﷺ کی تعظیم صرف بڑے بھائی کی سی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ایک امتی کو اپنے رسول کی جیسی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔جس کے کچھ نمونے صحابہ کرام کی زندگی سے پیش کیے گئے۔۔ویسی تعظیم کرنی چاہیے۔

کتاب و سنت کے یہ نصوص علانیہ طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ حضور ﷺ کا مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں صرف بڑے بھائی جیسا نہیں ہے بلکہ آپ کا رتبہ اللہ عزّ و جلّ کے بعد سب سے اہم ہے یہی وجہ ہے کہ ایمان باللہ کے بعد آپ کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کسی نمازی کو یاد فرمائیں تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ نماز چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔

ایک طرف کتاب و سنت کے یہ واضح ارشادات ہیں اور دوسری طرف اس کے مقابل شریعت

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وہابیہ کا یہ عقیدہ ”صراط مستقیم“ میں ہے۔

” بہ مقتضاے «ظُلُمٰتٌ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ» از وسوسۂ زنا خیالِ مجامعتِ زوجۂ خود بہتر است و صَرف ہمت بسوے شیخ و اَمثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاو و خر خود ست کہ خیال آں با تعظیم واجلال بہ سویداے دل انسان می چسپد، بہ خلافِ خیال گاو و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود، و نہ تعظیم بلکہ مُہان و محقر می بود، و ایں تعظیم و اجلالِ غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بہ شرک می کشد۔(۱)

ترجمہ: ”تاریکیاں تہ بہ تہ ہیں“ کا تقاضا یہ ہے کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی سے جماع کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا ان جیسے معظمین -اگرچہ وہ جناب رسالت مآب ہوں- کا تصور گاے اور گدھے کی شکل و صورت میں کھو جانے سے کئی درجے بدتر ہے کیوں کہ ان کا خیال تعظیم واِجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، اس کے برخلاف گاے اور گدھے کا خیال نہ تو اس قدر دل سے چپکتا ہے اور نہ ہی تعظیم کے ساتھ آتا ہے، بلکہ ان کا خیال ذلت و حقارت کے ساتھ آتا ہے۔ اور غیر اللہ کی یہ تعظیم نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں گاے، اور گدھے کا خیال تعظیم کے ساتھ نہیں، بلکہ توہین کے ساتھ آئے گا اور رسول اللہ ﷺ اور دوسرے اصحاب عظمت کا خیال تعظیم و توقیر کے ساتھ آئے گا اس لیے یہ شرک کی طرف کھینچ لے جائے گا، لہذا گاے اور گدھے کا خیال لانا رسول اللہ ﷺ و دیگر اصحابِ عظمت کا خیال لانے سے کئی گنا زیادہ بُرا ہے۔

یہ وہ عقیدہ ہے جس کا ذکر نہ کتاب اللہ میں ہے، نہ سنت رسول اللہ میں، نہ اجماع میں، نہ ارشادات سلف و خلف میں، اگر کہیں اس کا ذکر ہے تو صرف وہابی فرقے کی کتاب ”صراط مستقیم“ میں، جو کھلے طور پر قرآن و سنت کے خلاف ہے، ہم نے کتب حدیث کے صفحات اور احادیث صحیحہ آپ کے سامنے رکھ دی ہیں، بغور مطالعہ فرمالیجیے، واضح ہو جائے گا کہ ”امام الوہابیہ“ کا یہ عقیدہ ”احادیثِ صحیحین“ سے کھلا انحراف ہے۔

---

(۱) صراط مستقیم، مرتبہ مولوی اسماعیل دھلوی، ص: ۸۶.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar